اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ

رسالہ مؤلفہ سید اظہر علی صاحب ساکن قصبہ سہپوند موسوم

اثبات المتعہ

باہتمام بابو مرلیدھر صاحب مہتمم مطبع

در مطبع النوادر مصدر آگرہ طبع گردید

۱۹۸۳۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت سید الانبیا و منقبت ایمہ ہدا علیہم التحیۃ و الثنا کے مخفی نرہے
کہ مولوی عبد الصمد صاحب ساکن سہسوان ضلع بداون نے شہر اٹاوہ مین
شیخ فدا حسین صاحب ساکن اٹاوہ سے وعدہ کیا تھا کہ مین حرام ہونا متعہ
نساء کا قران اور احادیث سے ثابت کرونگا آٹھہ مہینے تک شیخ صاحب موصوف
نے انتظار کیا لیکن مولویصاحب نے تحریر فرما کر کچھہ نہ بہیجا اس عرصہ مین شیخ فدا حسین
صاحب نے پہر مولویصاحب سے بالمشافہ کہا اُسوقت وہ برہم ہوے ا
ہونا متعہ کا تو وہ کیا ثابت کرتے لیکن سواے اُسکے اور خرافات ایک جاہل کے
نام سے تحریر کر کے بہیجی کہ جو مولویصاحب کی عدم تحقیق پر دلالت کرتی تہی ا
مولویصاحب کو تو کیا معلوم تھا غالب ہے کہ طعن السنان سے استنباط کر کے
وہ خرافات لکہی اور یہہ نہ دریافت کیا کہ یہہ راست ہین یا دروغ ہین اور اُنہی کا جو
بہی لکھا ہوگا یا نہین اور ہر چند ہمکو جواب اسکا تحریر کرنا ضرور نہ تھا کہ سوال دیگر
دیگر لیکن بتکلیف بعضی برادران ایمانی یعنی سید مظہر حسین صاحب وکیل و شیخ

ظہور حسین صاحب وکیل و منشی سید غلام عباس صاحب رئیس و سید غلام شبیر صاحب وکیل و امیر علی صاحب و میر واحد علی صاحب و سید احمد علی صاحب و سید ممتاز علی صاحب و نواب علی صاحب و نیز نظر بر آن کہ کوئی نادان گمان کرے کہ کسیکو اسکا جواب نہ آیا اسواسطے اونکی خرافات کے جواب مین کچھہ مختصر سا تحریر کرتا ہون

قال الاشعری میر فدا حسین صاحب مہتمم الخمر عصمہ اللہ من الرجس اقول داب شرفا سے بہت بعید ہے کہ کسی شریف کو ایسے القاب قبیحہ سے یاد کرے اور اہتمام خمر کا تم اُن پر کیا طعن کرتے ہو تمہارے مشرب مین تو نوشجان کرنا خمر کا جائز ہے اوسکا پینا اوسکا تمہارے امام اعظم کے نزدیک حلال ہے جب تک کہ کف نہ پیدا کرے اگرچہ نشہ کرے چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے فخمر العنب المسکر لیس بحرام ما لم یقذف بالزبد عند ابی حنیفہ وان اسکر حاصل یہہ کہ شراب انگور نشہ لانیوالی کی حرام نہین ہے جب تک کہ کف نہ لاے نزدیک ابو حنیفہ کے اگرچہ نشہ کرے اور بوزہ بھی امام اعظم کے نزدیک حلال ہے چنانچہ کتاب اختلاف الایمہ رحمتہ للامتہ مین لکھا ہے والفقاع حلال بجو زشربہ یعنی بوزہ حلال ہے جائز ہے پینا اوسکا اور ہدایہ مین لکھا ہے کہ اوسکا پینے والا حد نہین مارا جاتا ابو حنیفہ کے نزدیک قال الاشعری بعد ما ملیون کے واضح ہو کہ بندہ کا یہہ اسلوب نہین ہے کہ کسیکی مذہب کی معائب و مثالب کو بلا کسی چھیڑ چھاڑ کی فاش کرے چونکہ آپنی خواہ مخواہ ہمکو اس امر پر مجبور کیا لھذا ھم بھی بحکم المجبور معذور کی کچھہ لکھتے ہین اقول ہمارے مذہب کے معائب کو آپ کیا فاش کرینگے ہمارے مذہب مین کوئی عیب ہے نہین

اپنی مذہب کی خبر لو کہ اوسمین کیسی کیسی عیوب داخل ہین چنانچہ معلوم ہوگا اور ہمنے
چھیڑ چھاڑ کچھ ایسی نہین کی ہے پہلے آپ ہی نے خود وعدہ کیا تھا شیخ فدا حسین صاحب
سے متعہ کے اثبات حرمت کا اور وہ آپ سے ظہور مین نہ آیا اور شیخ فدا حسین صاحب
تو بموجب وعدہ آپ کے طالب ہوے تہی اونہون نے ابتدا چھیڑ چھاڑ کی نہین کی اور جو
کچھہ آپنے لکھا ہے اوسکا جواب آپکے لئے موجود ہے **قال الاشعری** آپ جو ہمسے
عدم جواز متعہ کا ثبوت طلب کرتے ہین یہہ عجیب بات ہے کیونکہ مانع سے دلیل
نہین طلب کیجاتی ہے بلکہ اوسکو احتمال کافی ہے **المانع یکفیہ الاحتمال**
اقول آپ سے عدم جواز متعہ کا طلب کرنا عجب نہین [illegible] اسلئے کہ آپنے
اوسکے اثبات عدم جواز کا دعوی کیا تھا اور آپ مانع ہرگز نہین ہین بلکہ آپ مدعی
عدم جواز کے ہین اور مانع تو آپ اوسوقت ہوسکتے تہی کہ جب شیخ فدا حسین صاحب
دعوی کرتی اوسکی اثبات جواز کا اور دعوی تو آپہی کیا ہے عدم جواز کا اور وہ آپسے ثابت نہو سکا تو
گریز کرکے یہہ عذر بیجا نکالا کہ ہم مانع ہین اور مانع کو احتمال ہے کفایت کرتا ہے **قال
الاشعری** ثبوت آپکے ذمہ ہے کیونکہ آپ مدعی جواز ہین **اقول** ہر چند ہم مدعی
جواز ہین لیکن شیخ فدا حسین صاحب نے وعدہ اوسکے اثبات جواز کا نہین کیا
اور آپنے اثبات عدم جواز کا وعدہ کیا تھا اسواسطے اوسکا اثبات آپکے ذمہ لازم
تھا اور ہر چند ہمنے وعدہ اثبات جواز کا نہین کیا لیکن تبرکاً تیمناً کتب اہلسنت سے
اوسکو ہم علی سبیل الاختصار ثابت بھی کردیتے ہین **قال اللہ تعالی فما
استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن فریضہ** یعنی پس جو عورت
کہ متعہ کیا ہے تمنے ساتھہ اوسکے اون عورتون سے پس دو تم اجرہ اونکا مقرر

کیا ہے اس ایت سے متعہ کئی وجہ سے ثابت ہے ایک تو یہہ کہ اکثر مفسرین اہلسنت نے
اتفاق کیا ہے کہ یہہ ہی آیت کہ جو بالفعل قرآن مین موجود ہے قطع نظر دوسری قرارت کے
متعہ کی مباح ہونی مین نازل ہوئی ہے چنانچہ امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین
عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ نزلت آیة المتعة فی کتاب الله ولم ینزل
بعدها آیة تنسخها یعنی نازل ہوئی ہے آیت متعہ کی کتاب خدا مین اور نہ نازل ہوئی
بعد اوسکے ایسی کوئی آیت کہ منسوخ کردے اوسکو اور صاحب مدارک نے تفسیر مدارک
مین اور محتشری نے تفسیر کشاف مین یون لکھا ہے کہ یہہ آیت متعہ مین نازل ہوئی ہے اور
زاہدی نے تفسیر زاہدی مین لکھا ہے کہ بذکر ابسر گفته و مهر و صداق
ناگفت دلیل آنست کہ مراد متعہ است اور جلال الدین سیوطی نے تفسیر در منثور
مین روایت کی ہے فما استمتعتم به منهن یعنی نکاح المتعة اور ایک وجہ یہہ کہ
کہ یہہ آیت موافق قرأت اکثر اصحاب کے اس طور سے تہی کہ فما استمتعتم به
منهن الی اجل مسمی فآتوهن اجورهن فریضة یعنی جس کسی سے
کہ متعہ کیا ہے تمنے ساتھہ اوسکے اون عورتون سے ایک مدت معین تک پس
دو تم اونکو اجورہ اونکا کہ فرض ہے چنانچہ امام رازی نے تفسیر کبیر مین لکھا ہے
کہ ابی ابن کعب نے اور ابن عباس نے اس ایت کو اسی طرح پڑہا ہے اور ثعلبی
نے اپنی تفسیر مین حبیب ابن مطاہر سے روایت کی ہے اور محشری نے کشاف مین
لکھا ہے کہ ابن عباس نے اس ایت کو اسیطرح پڑہا ہے اور حاکم نے مستدرک
مین لکھا ہے کہ ابو سلمہ کہتا تہا کہ سنا مینے ابو نضرہ کو کہ کہتا تہا کہ ابن عباس
نے اس ایت کو اسیطرح پڑہا ہے اور کہتے تہی ابن عباس [illegible] کہ واللہ خدا نے

تعالی نے اس آیت کو اسیطرح نازل کیا ہے اور بغوی نے تفسیر معالم التنزیل
مین اسی روایت کو بیان کیا ہے جب اسقدر علماء اہلسنت نے بیان کیا ہو کہ اس آیت
مین الی اجل مسمی بہی تہا تو اب سوائے متعہ کے اور کچہ نہین ہوسکتا اور صحیح مسلم
مین لکھا ہے کہ عطا کہتا تہا کہ جابر ابن عبد اللہ واسطے بجالانے عمرہ کے
مکہ معظمہ مین تشریف لائے اور لوگ اونسے مسایل پوچہتے تہے یہان تک کہ متعہ کو
بہی پوچہا تو اونہون نے فرمایا کہ استمتعنا علی عہد رسول اللہ وابی بکر
وعمر یعنی متعہ کیا ہمنے زمانہ رسول خدا صلعم اور ابو بکر اور عمر مین یعنے جبتک کہ عمر نے
منع نہین کیا تہا اور ابو الزبیر نے مجکو خبر دی ہے کہ کہتا تہا سمعت جابر بن
عبد اللہ یقول کنا نستمتع بالقبضۃ من التمر والدقیق الایام علی
عہد رسول اللہ صلعم وابی بکر حتی نہی عمر عمرو بن الحریث یعنی
سنا مینے جابر کو کہتا تہا کہ متعہ کرتے تہے ہم ساتہہ ایک مٹہی کے خرما اور آٹے سے
دنون معین تک زمانہ مین رسول خدا صلعم اور ابو بکر کے یہان تک کہ منع کیا عمر نے
عمرو بن حریث کو اور عینی شارح صحیح بخاری نے ابو سعید خدری اور جابر سے روایت
کی ہے وہ کہتے تہے کہ انا تمتعنا الی نصف خلافۃ عمر حتی منع عمر الناس فی
شان عمرو بن الحریث یعنی تحقیق متعہ کیا ہمنے نصف خلافت عمر تک یہان تک
کہ منع کیا عمر نے آدمیونکو بیچ شان عمرو بن حریث کے اور جلال الدین سیوطی نے
تفسیر درمنثور مین اور محمد بن جریر طبری نے اپنی تفسیر مین اور نیشاپوری نے اپنی تفسیر
مین لکہا ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ لولا ان عمر نہی عن المتعۃ ما زنی الا شقی
یعنی اگر یہہ بات نہوتی کہ تحقیق عمر نے منع کر دیا ہے متعہ کرنے سے تو سوا شقی

کے کوئی زنا نکرتا اور ابن اثیر نے نہایہ مین لکہا ہے اور ابن عباس سے روایت کی
ہے کہ انہون نے فرمایا ما کانت المتعة الا رحمة رحم اللہ بہا امة محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم و لو لا نہی عنہا ما زنی الا شقی الا قلیل
یعنی تہا متعہ مگر رحمت کہ رحم کیا تہا خداے تعالی نے ساتہہ اوسکے امت محمد صلعم
ہو اور اگر نہ منع کرتا اوس سے عمر تو نہ زنا کرتا مگر شقی یعنی تہوڑے آدمی اس طرح کے
روائتین اہلسنت کی کتابون مین کثرت سے ہین لیکن واسطے اختصار کے اسی قدر لکہی
گئی اور اون روایتون سے معلوم ہوا کہ متعہ بحکم خدا مباح تہا لیکن عمر نے اپنی
خلافت مین اوسکو اپنی راے سے منسوخ کردیا اور رسول خدا صلعم کی زمانہ مین
وہ منسوخ نہوا تہا چنانچہ روایات مذکورہ سے ثابت ہوا اور تفسیر کبیر مین اور تفسیر
ثعلبی مین عمران بن حصین سے روایت ہے کہ کہا کہ نزلت اية المتعة فی کتاب اللہ
ولم تنزل بعدها اية تنسخها وامرنا بها رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وتمتعنا معه ومات ولم ينه عنها ثم قال رجل برايه یعنی کہا
عمران بن حصین نے کہ نازل ہوئی ایت متعہ کی کتاب خدا مین اور نہ نازل
ہوئی بعد اوسکے کوئی ایسی آیت کہ منسوخ کردے اوسکو اور حکم کیا تہا ہمکو ساتہہ
اوسکے رسول خدا صلعم نے اور متعہ کیا ہمنے ساتہہ اوسکے یعنی زمانہ مین اونحضرت
کی اور وفات پائی اوس حضرت نے اور نہ منع کیا اوس متعہ سے پہر کہا ایک مرد نے
ساتہہ راے اپنی کے یعنی عمر نے متعہ کو حرام کردیا اور عمر نے جو متعہ کو منع کیا ہے
تو اونکی منع کرنیکی روائتین کتب اہلسنت مین کئی طرح کے مرقوم ہین بعضی سعایت
لکہتا ہون اور اونکو اوسپر قیاس کرلینا چاہیئے کتب احادیث صحاح مین اور

تفسیر کبیر وغیرہ مین لکھا ہے کہ روی عن عمر قال علی المنبر متعتان کانتا مشروعین فی عہد رسول اللہ و انا انہی عنہما متعۃ الحج ومتعۃ النساء یعنی روایت کی گئی اس طرح کہ تحقیق عمر نے کہا اوپر منبر کے کہ دو متعہ تھی مشروع یعنی حلال زمانہ رسول خدا صلعم مین اور مین منع کرتا ہون اون دونون سے ایک تو متعہ حج ہے اور دوسرا متعہ زنان اور بعضے روایت مین اہل سنت کے آیا ہے کہ عمر نے کہا انا احرمہما واعاقب علیہما یعنی مین حرام کرتا ہون اون دونون کو اور عذاب کرتا ہون اون دونون پر اس روایت سے معلوم ہوا کہ دونون متعہ رسول خدا صلعم کے زمانہ مین حلال تھے اور منسوخ نہین ہوئے تھے لیکن عمر نے اونکو حرام کر دیا اور علامہ قوشجی نے شرح تجرید مین اور ملا سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ ان عمر صعد المنبر وقال ایہا الناس ثلث کن علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا انہی عنہن واحرمہن واعاقب علیہن متعۃ الحج ومتعۃ النساء وحی علی خیر العمل اسمین تین چیزین ہین کہ جو رسول خدا صلعم کی زمانہ مین حلال تھین اور عمر نے اونکو حرام کیا متعہ حج اور متعہ زنان اور حی علی خیر العمل اذان مین کہنا اور جو کچھ کہ تاویلین عمر کے قول مین کرتے ہین وہ سب پوچ اور واہی ہین اور خود یہ بات کا انکار کرتا ہے ۔ اور جواب سب کا مرقوم ہے اور سوائے اسکے یہہ بات ہے کہ غیر معصوم کے قول مین تاویل نہین ہوسکتی چنانچہ ملا علی قاری نے اپنے رسالہ مین لکھا ہے اور جب مریدان عمر نے دیکھا کہ عمر نے متعہ کو حرام کیا ہے اور رد کرنا حکم خدا کا کفر ہے تو واسطے اصلاح حال عمر کی اپنی طرف سے طرح طرح کی روایتین بنائین کہ متعہ رسول خدا ہی کے زمانہ مین منسوخ ہوگیا تھا اور

جو لوگ کہ اصحاب رسول خدا مین سے کہتے ہین کہ منسوخ نہین ہوا اونکو منسوخ ہونیکی خبر نہتھی اور منسوخ ہونا صحیح جو نہین ہے تو کبھی تو کہتے ہین کہ تین روز کے واسطے مباح ہوا تھا اور کبھی کہتے ہین کہ خیبر مین متعہ اور گوشت خر اہلی حرام ہوا اور اوطاس مین پہر مباح ہوا اور پہر حرام ہوا اور فتح مکہ مین اور حجۃ الوداع مین مباح ہوا غرض یہہ ہے کہ صحیح ایک قول بہی نہین ہے طرح طرح سے ایجاد کر کے کہتے ہین اور خیبر مین اوسکے حرام ہونیکا قول اگر تسلیم کیا جاے تو پھر اوس سے فائدہ اہل سنت کو نہین ہے اسواسطے کہ فتح مکہ اور حجۃ الوداع کہ یہہ خیبر کے بعد ہین ان دونون مین مباح ہونیکی روائتین موجود ہین چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے پہر خیبر مین حرام ہونے سے کیا فائدہ اب دیکھو کہ ہمنے متعہ کے ہونیکو اہل سنت کے کتابون کی روائتون سے ثابت کر دیا ہے اگر تمکو کچھہ غیرت ہے تو تم شیعون کی کتابون سے اوسکا عدم جواز ثابت کرو اور تمہاری روائتین جو کچھہ اسکے عدم اباحت یا منسوخ ہونے پر دلالت کرتے ہین وہ سب موضوع اور دروغ ہین کہ حضرت عمر کی رعایت کے واسطے بنائے گئے ہین شیعون کے مقابلہ اون روائتون کا ذکر کرنا بڑی حماقت کی بات ہے قال الاشعری نے سنے بلکہ اپکی اکابر متعہ کے قریب بوجوب ہونیکی مقرر ہین جیسا کہ خلاصۃ المنہج مین لکھا ہے کہ متوعہ سے کے لینے مین حج وعمرہ کا ثواب ملتا ہے اور ہر شہوت کے بدلے لیک نیکی لکھی جاتی ہے اور جو بغیر متعہ کے مر گیا قیامت کے روز بدشکل اوٹھیگا اور ناک اوسکی کٹی ہوگی

اقول واجب اور قریب بوجوب تو ہمارے نزدیک متعہ نہین ہے بلکہ مستحب ہے اور جو اعمال کہ سنت ہوتے ہین اونکے بجالانے مین ایسا ہی بے حد حساب

ثواب ہوتا ہے اور واسطے ترغیب کے نہایت مبالغہ اونکے ثواب مین ہوتا ہے
اور اسمین کچھہ خصوصیت شیعون کی نہین ہے بلکہ اہل سنت کی کتابوں میں ایسا
بلکہ اس سے زیادہ موجود ہے کہ فعل قلیل پر ثواب کثیر ملتا ہے لیکن اس مبالغہ
کرنے سے وہ قول واجب نہین ہوجاتا ہے اپنے گھر کی تو خبر نہین دوسرون پر اعتراض
کرتے ہین دیکھو پیر دستگیر اہل سنت کی کتاب غنیۃ الطالبین مین لکھتے ہین کہ رسول
خدا صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کے روز اپنی زوجہ سے مجامعت کرے اور بعد اسکے
نماز جمعہ کو جاوے تو اوسکو ہر قدم پر ثواب سال بھر کے روزے کا اور تمام سال
کی نماز کا ہوگا اور اوسی کتاب مین لکہا ہے کہ جو شخص ماہ رجب مین نو روزہ
رکھے تو وہ جس وقت کہ قبر سے نکلیگا تو نور اوسکے مونہہ کا تمام اہل محشر کو روشن کردیگا
اہل محشر کہینگے کہ یہہ پیغمبر برگزیدہ ہے اب انصاف کرنا چاہیے کہ بعضے فساق بھی
رجب مین روزہ رکھتے ہین کیا مثل پیغمبر برگزیدہ کے ہوجاتے ہین اور ایسے ہی مبالغہ سے
کیا یہہ عمل قریب بوجوب ہوگیا یہہ تو ثواب مین متعہ سے بھی بہت بڑہکر ہے اور مشکوٰۃ
مین انس سے روایت ہے کہ جو شخص چاہے کہ خدا سے ملاقات کرے پاک اور
پاکیزہ ہوکر گناہون سے تو حرائر سے یعنی آزاد عورتون سے نکاح کرے اب دیکھو
ثواب تزویج حرائر کا محض کہ حظ نفس اور شہوت رانی ہے کہ نسے کہان تک پہونچا
کہ گناہون سے بالکل پاک ہوگیا اور متعہ مین یہہ بات کہان ہے اور جناب رسولخدا
صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی حج کو جاوے اور میری زیارت او سنے کی تو مجہپر جفا
او سنے کی سو حضرت کے روضہ کی زیارت نکرنے سے آدمی کافر نہین ہوجاتا ہے
اور جفا کرنی اون حضرت پر کفر ہے اور جب کافر ہوگیا تو ہوسکتا ہے کہ قیامت

کے روز بد شکل اور نکٹ ہو کر اوٹھیگا سو حضرت نے بہہ مبالغۃ فرمایا ہے اور ایسا
ہی متعہ مین مبالغہ ہے واسطے ترغیب کے اور حقیقت مین تارک متعہ بد شکل اور
نکٹ ہو کر نہ اوٹھیگا اور سوا اسکے یہہ ہے کہ مراد اس سے یہہ ہے کہ یہہ واسطے
اوس شخص کے فرمایا ہے کہ جو کوئی منکر متعہ کا ہو وہ قیامت کے روز ایسا اوٹھیگا
نہ اوسکا مباح جاننیوالا قال الاشعری اب خیال فرمائی کہ آپ کے مذہب
مین متعہ کی دو قسم ہین اول متعہ دوریہ دویم متعہ وحدانیہ تعریف متعہ دوریہ کی یہہ
ہے کہ ایک عورت سے دس بیس شیعہ ملکر متعہ کرین اور اپنی اپنی باری اوسکے
ساتھہ جماع کرین جیسا کہ صاحب مصائب النواصب نے لکھا ہے اور قسم ثانی
اوسکو کہتے ہین کہ ایک شخص متعہ کرے اقول ہمارے مذہب مین متعہ کی ہرگز دو قسم
نہین ہین بلکہ ایک ہی قسم ہے کہ جو ایک شخص کرے اور متعہ دوری ہمارے نزدیک
باطل ہے اور اسکیو کثرت سے کتابین شیعونکی مذہب کے فقہ کی ہندوستان مین
موجود ہین اور مسائل متعہ اونمین موجود ہین لیکن متعہ دوریہ کی صورت کسی کتاب
مین نہین اور نہ اس متعہ کا کہین ذکر ہے اور صاحب مصائب النواصب مجتہد نہتی
البتہ مناظرہ مین اونکو بہت دخل تھا اور یہہ مصائب النواصب بہی مناظرہ ہی
کی کتاب ہے ایک ناصبی کے جواب مین فقہ کی کتاب نہین ہے اور مسئلہ فقہیہ
اگر فقہ کی کتاب مین ہو اور لکھا ہو کہ فلانے مجتہد کے نزدیک اس طرح سے ہے
تو اوسکا اعتبار ہوتا ہے اور مصائب النواصب مین اگر لکھا بہی ہے تو اوس عورت
سے لکھا ہے کہ جو بہت بڑے سن کی ہو اور حیض آنا اوس سے اور بچہ جننا موقوف
ہو گیا ہو سو ایسی عورت مین از روے شرع کے کیا قباحت ہے اور احتیاط

اس امر کی اوسوقت ہوتی ہے کہ عورت کو حیض آتا ہو اور بچہ جننی ہو کہ نطفہ ایک
شخص کا دوسرے شخص کے نطفہ سے مشتبہ نہو جاوے اور اسواسطے اوسکے لئے
عدہ مقرر ہوا ہے ورنہ عدہ کی کیا احتیاج تہی اور جو ایسے بڑے سن کو پہونچی ہو
کہ حیض اور جننا اوسکا بند ہو گیا ہو تو اوس عورت کو عدہ مین بیٹھنے کی احتیاج نہین ہے
چنانچہ خداے تعالی فرماتا ہے و اللائی یئسن من المحیض من نساء کم ان
ارتبتم فعدتهن ثلثه اشهر اس سے معلوم ہوا کہ اگر شک ہو کہ حیض عورت
کا معلوم نہین کہ سن کے زیادہ ہونیسے بند ہوا ہے یا کسی عارضہ سے تو عدہ
اوسکا تین مہینہ ہین اور اگر شک نہو بلکہ سن کے تقاضے سے حیض کے بند ہونیکا
یقین ہو تو اوسپر عدہ نہین ہے اور یہی مذہب اکثر علما کا ہے اور خداے تعالی
نے بہی اسیواسطے اوسکے عدہ کو بیان نہین کیا ہے اور جب عدہ اوسکے واسطے
نہوا تو پہر باعتبار شرع کی متعہ دوریہ مین بفرض و تسلیم کیا قباحت ہے لیکن معترض صاحب
کو اپنے مذہب کی خبر نہین ہے کہ اونکے مذہب مین نکاح دوری جایز ہے اور اسکے
بہی قید نہین ہے کہ زیادہ سن کی ہو بلکہ بیس پچیس برس کی ہو تو بہی یہہ صورت جایز
ہے امام زفر کے نزدیک چنانچہ ہدایہ اور شرح وقایہ وغیرہ مین لکہا ہے اگر کوئی عورت
طاقت رکہتی ہو تو ایک دن مین بیس پچیس مردون سے نکاح کرکے مجامعت کرواسکتی
ہے ہر ایک شخص کی واسطے اور صورت اوسکی یہہ ہے کہ زید اپنی زوجہ کو طلاق
بائن دیوے اور اوسی عدہ مین اوس سے پہر نکاح کرے اور مجامعت سے
پہلے اوسکو طلاق دیوے تو زفر کے نزدیک اس صورت مین عدہ اوس سے
ساقط ہے اور اوسوقت جایز ہے اوس عورت کو کہ عمر سے نکاح کرلیوے اور

اگر بہی اوس سے مجامعت کرکے طلاق باین اوسکو دیوے اور عدہ مین بعد ایک گہڑی
کے اوس سے نکاح کرلیوے اور قبل مجامعت کے پہر اوسے طلاق دیوے تو جایز ہے
اوس عورت کو کہ موافق مذہب زفر کے عدہ مین نہ بیٹہی اور پہر اوسی وقت پہر زید سے یا بکر
سے نکاح کرلیوے اور جب بکر سے نکاح کریے تو بکر بہی اگر اوس نے مجامعت
کرکے طلاق باین دیوے اور بعد ایک گہڑی کے عدہ مین پہر نکاح کرکے مجامعت
سے پہلے طلاق دیوے تو وہ عورت موافق مذہب امام زفر کے عدہ مین نہ بیٹہی
اور اوسی وقت زید سے یا عمر یا خالد سے نکاح کرلیوے اور مجامعت کروائے اسی
طرح جسقدر اوس عورت مین طاقت ہے یا تو اونہین شخصون سے ایک کے بعد دوسرے
سے یا ہر ایک مرد جدید سے جماع کرواتی جاسے اور طلاق لیتی جاسے اگر ان چار
پانچ ہی مردون سے باری باری نکاح کریگی تو صورت دورکی ہو لی اور اگر ہر ایک
مرد جدید سے نکاح کریگی تو بعید نہین کہ ایک دن مین بیس مردون سے بلکہ زیادہ سے
مجامعت کروانیکی نوبت پہونچی چنانچہ شرح وقایہ مین لکہا ہے ولو نکح معتدته
من باین و طلق قبل الوطی فعلیه مهر تام وعلیها عدة مستقله هذا
عند ابیحنیفة وابی یوسف فان اثر الوطی فی النکاح باق وهو العدة
فصار کان الوطی حاصل فی هذا النکاح وعند محمد یجب علیه نصف
المهر وعلیها اتمام العدة الاولی فتنقضی عدة الطلاق الثانی لان
الزوج طلقها قبل الوطی فیه وعند زفر لاعدة علیها اصلا لان
العدة الاولی سقطت بالتزوج ولم تجب بالنکاح الثانی بدلیل
یعنی اگر نکاح کرے کوئی عدہ باین پانے والی اپنے سے اور طلاق دیوے

پہلے وطے کی تو بس اوس مرد پر مہر ہے تمام اور اوس عورت پر عدہ مستقلہ ہے یعنی تمام
عدہ پورا اپنے نزدیک ابوحنیفہ اور ابو یوسف کے ہی اسواسطے کہ اثر وطے کا نکاح مین باقی
ہی اور وہ عدہ ہے پس ہوگیا گویا وطی حاصل ہے اس نکاح مین اور نزدیک محمد کے
واجب ہے اوس مرد پر نصف مہر اور اوس عورت پر تمام کرنا عدہ پہلے کا فقط اور نہین
ہے عدہ واسطے طلاق ثانی کے اسواسطے کہ شوہر نے طلاق دی ہے اوس عورت
کو پہلے وطی کے اوسمین اور نزدیک زفر کی نہین عدہ اوس عورت پر ہرگز اسواسطے
کہ عدہ پہلا گر گیا ساتھہ نکاح کرینکے اور نہ واجب ہوا ساتھہ نکاح دوسرے کے
ساتھہ دلیل محمد کے انتہا اور جب عدہ بالکل واجب نہوا تو عورت اگر چاہے تو اوسی
کسی سے نکاح کرے اور جب اس سے بھی یہی معاملہ پیش آئی تو تیسرے مرد سے
نکاح کرلے وعلی ہذا القیاس جہانتک چاہے قال الاشعری معلوم نہین
کہ آپ کونسے متعہ کی عدم جواز کے ثبوت کے طالب ہین اگر اول کے ہین تو یہہ امر
جمیع شرایع مین بالبدایتہ حرام ہے اقول ہم اوس متعہ کے عدم جواز کے ثبوت
کی طالب ہین جسکا جواز ہم ابھی اہل سنت کے کتابون سے ثابت کرکے آئی ہین
لیکن اوس دلیل سے کہ مسلم فریقین ہو اور قسم اول کو ہم تو درست نہین جانتے ہین
لیکن تمہارے مذہب کے موافق وہ قسم نکاح مین جاری ہو سکتے ہے جیساکہ ہم ابھی
لکھہ چکے ہین قال الاشعری اور اگر آپ ثانی کے طالب ہین تو استبصار
اور تہذیب جو اپ کے کتب اربعہ سے ہین ملاحظہ فرمائے کہ اوسمین یہہ حدیث
موجود ہے و اھوا ھذا حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ لحوم
الحمر الاھلیہ و نکاح المتعۃ یعنے حرام کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے گوشت خر اہلیہ کا اور نکاح متعہ کا اقول استبصار اور تہذیب مین یہہ
روایت اس طرح سے نہین ہے اور اس روایت مین خیانت کرکے لکھدیا ہے کہ
حرم رسول اللہ لحوم الحمر الاهلیہ و نکاح المتعة اور حال یہہ ہے کہ یہہ
روایت اسطرح سے نہین ہے اور نہ صاحب کتاب نے مثل اور روائتون کے
اوسکو داخل کتاب کیا ہے بلکہ اوس روایت کی اطلاع کی ہے اور اوسکا حال ظاہر
کیا ہے اسطرح سے کہ و اما ما رواہ محمد بن احمد بن یحی المکتی بابلی
جعفر عن ابی الجوزاء عن الحسین بن علوان عن عمرو بن الخالد عن
زید بن علی عن ابائہ عن علی علیہ السلام قال حرم رسول صلی اللہ
علیہ و الہ یوم خیبر الحوم الحمر الاهلیة و نکاح المتعة فان هذہ
الروایة وردت مورد التقیة یعنی اور لیکن جو کہ روایت کیا ہے محمد بن
احمد نے اور فلانے اور زید بن علی سے یہان تک کہ علی علیہ السلام
سے کہ فرمایا کہ حرام کیا ہے رسول خدا صلعم نے بروز خیبر گوشت خر اہلی کا اور نکاح
متعہ کا یہہ روایت وارد ہوئی ہے مقام تقیہ مین انتی اس روایت مین یہہ خیانت
کی کہ یوم خیبر کی لفظ کو محذوف کیا تاکہ اہل سنت کی روایت نہ ٹھہرے اور لفظ تقیہ کا
محذوف کیا تاکہ جواب سے یہہ روایت خالی ہوجاوے سو صاحب استبصار اور
تہذیب نے اسطرح سے اس روایت کو لکھا ہے نہ یہہ کہ داخل کتاب کیا ہو اور
نہ جس طرح سے کہ تم کہتے ہو کہ جس سے گمان ہوجاوے بروز خیبر حرام کردینے کا سو
یہہ روایت بروز خیبر حرام کردینی کی اہل سنت کی ہے اور شیعہ تو اس روایت کو
موضوع اور دروغ جانتے ہین اور صاحب استبصار نے مثل اور روایات

۱۹۸۳۴

جواز کے اس روایت کو داخل کتاب نہین کیا ہے بلکہ اس روایت کی طرف کہ کسی سے سنی
ہوگی یا کہین دیکھی ہوگی اشارہ کر کے لکھتے ہین کہ فلانی روایت جو فلانے اور فلانے نے بیان
کرتے ہین وہ روایت تقیہ کی ہے اور کیونکر داخل کتاب کرتے کہ وہ تو پہلے ہی اس روایت
سے بیزار ہین کہ برابر روائتین جواز کی بیان کرتے چلے جاتے ہین اور سوا اسکے یہہ
ہے کہ بعضی راوی بہی اسکے حضرت عمر کے مریدون مین سے ہین کہ جیسے حسین ابن علوان
کہ نقاد الرجال مین اسکا سنّی ہونا لکھا ہے اور اہل سنت کے نزدیک بہی معتبر نہین ہے
چنانچہ ذہبی سنّی نے مغنی مین اوسکو ہالک اور متروک لکھا ہے اور باوجود اسکے وہ
روایت تقیہ کی کیونکر معارض ہو سکتی ہے روایات متفق علیہا طرفین کی کہ حضرت نے
فرمایا کہ لو لا نھی عمر عن المتعہ ما زنی الا شقی چنانچہ کتب معتمدہ اہل سنت مین
مثل نہایہ ابن اثیر اور تفسیر نیشاپوری اور تفسیر ثعلبی اور تفسیر درمنثور اور تفسیر
محمد بن جریر طبری اور تفسیر قرطبی اور کنز العمال وغیرہ کے لکھا ہے اور اگر ہم سب امور سے
قطع نظر کرین اور روایت استبصار کو تسلیم کرین تو بہی مطلب مخالف کا اس سے
نہین ثابت ہوتا ہے کہ ہمیشہ کو متعہ حرام ہوا اسواسطے کہ اکثر روایات اہل سنت دلالت
کرتے ہین اس امر پر کہ رسولخدا صلعم نے بروز فتح مکہ اور حجۃ الوداع متعہ کو بحکم
خدا حلال اور مباح فرمایا ہے چنانچہ تفسیر کبیر وغیرہ مین لکھا ہے اور یہہ دونون
جنگ خیبر کے بعد ہین اسصورت مین حرمت متعہ خیبر کے روز کی بیکار ہے جسوقت
کہ بعد خیبر کے مباح ہوا ہو اور اوسکے بعد حرام ہونیکی کوئی روایت نہین ہے اب
تبلاؤ کہ روایت استبصار اور تہذیب نے تمکو کیا فائدہ بخشا قال الاشعری
جناب میر صاحب آپ اپنے مذہب سے کس کس بات کی عدم جواز کا ثبوت طلب کیجیگا

ل جو کچھہ ہمارے مذہب مین ہے وہ سب قران اور حدیث سے ثابت ہے اب ہمکو کیا
ض ہے کہ تمسے کسی چیز کی عدم جواز کے ثبوت کے طالب ہون اور ایک امر کے عدم جواز
ے جو طالب ہوئے تھے تو تمسے ثابت نہو سکا اور اگر کسی اور امر کے عدم جواز کی ہم ثبوت کے آپسے
طالب ہونگے تو وہ بھی آپسے ثابت نہو سکے گا اور آپ ہی اولٹا الزام کھاینگے اور
یہ جو آپنے عدم جواز متعہ پیش کیا ہے ایسا ہی اپ اور امر کو بھی پیش کرینگے اور
ثبوت اسکو کہتے ہین کہ جو ہمنے متعہ کے جواز کو اہل سنت کے کتابون سے ثابت کیا ہے
اور آپنے بڑی تلاش سے ایک روایت استبصار و تہذیب کی کہ خارج از مطلب ہے
بیان کی جس سے تمہارا دعوی ثابت نہوا چنانچہ ہم لکھہ چکے قال الاشعری ملاحظہ
کیجے استبصار کو کہ جو منجملہ کتب اربعہ کی ہے اور متعمد علیہ طایفہ سے ہے اور اسمین لکھا ہے
عاریت دینا فرج کا روا ہے آپ کیون متعہ کے جواز مین کاوش کرتے ہین یہہ
علاوہ اسکے دودا اور زعفران موجود ہے اقول استبصار مین ہرگز یہہ روایت نہین ہے
اگر استبصار مین یہہ روایت تھی تو اس روایت کو آپنے لکھا ہوتا اب لوگونکا اور جھوٹ
ہے اور جھوٹ ہی سے آپکے مذہب کی حفاظت ہے مولوی عبدالعزیز صاحب نے
بہت افترے شیعون پر کرکے تحفہ مین لکھی ہین ازان جملہ ایک یہہ بھی ہے
اور علماء امامیہ کا تو اسکی عدم جواز پر اجتماع ہے کہ یہہ جایز نہین ہے آپ کہانسے
جھوٹی روایت بنا کر حوالہ استبصار کا دیا چنانچہ شرایع الاسلام مین لکھا ہے
لا ما استعارتها ای الجاریۃ للاستمتاع ففیہ جایز بالاجماع یعنی
رکھین عاریت لینا اسکا یعنی کنیز کا واسطے فایدہ اوٹھانیکی بس غیر جایز ہے باجماع
جمیع علماء اور دوسری جگہہ لکھا ہے و لا یستباح وطی الامۃ بالعاریۃ لیکن

کرخی کے نزدیک کہ فقہاء اہل سنت مین سے ہے نکاح کرنا بلفظ عاریت جایز ہے چنانچہ
شرع کنز مین لکھا ہے ولا ینعقد النکاح بلفظ الاجارۃ والاعارۃ فی
الصحیح خلافا للکرخی + قال الاشعری اور صاحب حلیۃ المتقین نے لکھا
کہ بوسہ لینا فرج کا درست ہے ہم اسکے جواز اور عدم جواز مین کلام نہین کر
مگر اتنا ضرور کہتے ہین کہ آپکے اکابر نے کیا اچھی بوسہ گاہ تجویز کی ہے قول ہمارے اکابر
کا بوسہ لینے کی تاکید نہین کی ہے کہ خواہ مخواہ بوسہ لیا کرو اور کیا ضرور ہے کہ جو چیز
ہو وہ ہمیشہ عمل مین آیا کرے ابو حنیفہ کے نزدیک غیر کا ذکر اور فرج چہونے سے وضو نہین
ٹوٹتا ہے چنانچہ کتاب اختلاف الایمہ رحمتہ للامہ مین لکھا ہے لا ینقض وضو
الماس والممسوس علی کل حال۔ پس چاہیے کہ غیر کا ذکر اور فرج ہمیشہ چھوا
کرتے ہون اور ابو حنیفہ کے نزدیک یہہ ہے کہ اگر حالت نماز مین اپنی زوجہ کی فرج کو
دیکھے تو نماز مین کچھہ خلل نہین چنانچہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے ولو نظر الی فرج
امراتہ التی طلقہا ملا قد جعا بصیر مراجعا ولا نفسد صلوۃ فی الوجہ
کلہا فی قول ابی حنیفہ اسصورت مین چاہیئے کہ ہمیشہ حالت نماز مین
اپنی عورت کی فرج کو دیکھا ہی کرے اور مراد جواز بوسہ لینے فرج سے یہہ نہین
کہ ہمیشہ اُسکے بوسہ ہی لیا کرے بلکہ مراد یہہ ہے کہ اگر اتفاق ہو جاے تو مضایقہ نہین
اور اصل اسکی یہہ ہے کہ خلوت مین ہنگام اختلاط اکثر امور اضطرار یہہ عمل مین
کرتے ہین اور مطلوب عورت استلذاذ ہوتا ہے اور اسیواسطے وہ ہوتی ہے اگر اس
حالت مین فرج کا بوسہ لیا تو اسمین کیا قباحت ہے اور اگر فرج کے بوسہ لینے مین احتمال
کے مونہہ مین آجانیکا ہے تو امام شافعی کے نزدیک تو منی پاک ہے اور اگر احتمال پیشاب

کے قطرے کے موونہہ مین آجانیکا ہے تو پیشاب سے تو قرآن کے آیت کا لکھنا واسطے شفا کے
بہتر ہے چنانچہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے و ریوونہہ کی توقیر قرآن کی آیت سے زیادہ نہین ہے
سوا اسکے یہہ ہے کہ اہلسنت کے مذہب مین اگر بوسہ لینے کا حکم نہین ہے تو کسی کتاب مین ممنوع بھی نہین
لکھا ہے اور اصل شیا مین آیا جب ہے قال الاشعری اور کلینی نے لکھا ہے کہ عورت کو برہنہ
کرکے اوسکے ستر کو دیکھنے مین بہتر اس سے لذت نہین ہے **اقول** یہہ قول پہلے قول سے بھی بدتر ہے
حلال ازن حلیلہ کو برہنہ کرکے اُسکے ستر کے دیکھنے مین کیا قباحت ہے جسوقت کہ دیکھنا اُسکا مباح
اور پہلے قول مین ہم لکھہ چکے ہین فتاوی قاضی خان سے کہ اگر حالت نماز مین اپنی زوجہ
کے ستر کو دیکھے تو نماز باطل نہین ہوتی اور اہلسنت کے مذہب مین بھی نظر کرنی طرف فرج عورت کے
مباح ہے چنانچہ کتاب اختلاف الائمہ رحمۃ للامۃ مین لکھا ہے والاصح من مذہب الشافعی
جواز النظر الی فرج الزوجہ والامۃ وعکسہ وبذلک قال مالک وابو حنیفہ
اور اہلسنت کے مذہب مین تو اجنبی کے ستر کو دیکھنا مباح لکھا ہے جسوقت کہ وہ اجنبی حمامی ہو
چنانچہ جامع الرموز مین لکھا ہے کہ کان ابو حنیفۃ یری لصاحب الحمام ان ینظر
الی العورۃ اب طعن کرنا تمہارا شیعون پر بیجا ہے کہ تمہارے مذہب مین اوس سے
زیادہ ہے قال الاشعری اور ارشاد الاذہان مین لکھا ہے کہ ام الولد کا مباح کردینا
بھی ممنوع نہین ہے **اقول** معلوم نہین کہ مباح کردینے سے کیا مراد ہے اُسکی تحلیل مراد ہے
یا تزویج اُسکی غیر کے ساتھ مراد ہے تحلیل کا ذکر تو بعد اسکے آئیگا اور اگر مباح کردینے سے اسکی
تزویج مراد ہے تو یہہ اہلسنت کے نزدیک بھی جایز ہے چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے اذا ولدت
الامۃ من مولاہا صارت ام ولد یعنی جسوقت جنی لونڈی آقا اپنے سے تو
ہو جاتی ہے ام ولد اور بعد اُسکے تھوڑے سے فاصلہ سے لکھا ہے کہ وله وطیہا و

استیجاد اصحا و اجارہا و تزیجہا یعنی اور واسطے اُس مولا کے بہ وطی اوس ام ولد کے اور خدمت لینی اوس سے اور اجارہ اُسکا اور نکاح مین دینا اُسکا قال الاشعری اور روافی نے اصول سے نقل کیا ہے کہ مسمع نی سوال کیا حضرت امام کاظم علیہ السلام سے کہ نماز پڑہتا ہون درحالت نماز مین لونڈی سامنے سی نکل جاتی ہے اور بسا اوقات اسکو مین اپنی اغوش مین کھینچ لیتا ہون اور اپنے بدن سے لپٹا لیتا ہون امام نے فرمایا لا یعنی کھٹک کر جاؤ کچھ خوف ونہین اقول پہلے آدمی کلام کو سمجھے اور دریافت کرے کہ مراد اس سے حضم کی کیا ہے تب گفتگو کرے اور بدون سمجھے کلام کی اپنی طرف سے بیجا گفتگو کرے اور افترا پردازی مین اپنی اوقات کو بسر کرے بیہودہ دابمنا ظرہ سے بہت بعید ہے آپکو خبر نہی ہے کہ روایت مین لفظ جاریہ کا واقع ہوا ہے اور مراد اس سے لونڈی نہین ہے بلکہ لڑکی صغیرہ مراد ہے کہ جاریہ کلام عرب مین لڑکی صغیرہ کم سن کو بہی کہتے ہین جیسے کہ طفل صغیر کو غلام کہتے ہین اور وہ روایت یہہ ہے عن مسمع قال سالت ابا الحسن علیہ السلام فقلت اکون اصلی فتمر بی الجاریہ فربما ضممتها الی قال لاباس یعنی مسمع سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ سوال کیا مینے ابو الحسن سے یعنی امام موسی کاظم علیہ السلام سے پس کہا مینے کہ نماز پڑہتا ہون مین تو پس گذرتی ہے میرے پاس ہو کر لڑکی پس بسا اوقات لپٹا لیتا ہون مین اسکو طرف اپنے گود مین لیتا ہون فرمایا کہ کچہہ مضایقہ نہین ہے اور اسی طرح اہلسنت کے کتب صحاح مین لکہا ہے کہ جناب رسولخدا نماز پڑہتے تہے اور امامہ دختر زینب بنت رسولخدا صلعم کو گودی مین لیے ہوے تہے جب سجدہ مین جاتے تو اوس لڑکی کو اتار دیتے تہے اور جب کہڑے ہوتے تو پہر اسکو لے لیتے تہے اور ایسے ہی جامع الاصول مین لکہا ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی وھو حامل امامة بنت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم فاذا سجد وضعها واذا قام حملها اسصورت مین جو جواب تمہارا ہے وہی
جواب ہمارا ہے اور کسقدر جھوٹ بنایا ہے اس روایت مین اول تو ترجمہ جاریہ کا لونڈی کیا
جو کہ خلاف مقصود ہے اور بعد اوسکے اپنی طرف سے لکھا ہے کہ ٹکے کیے جاؤ وقال الاشعری
او عاریۃ دینا فرج اماء اور حلال کرنا فرج حرم کا مہمانان و احباب کے لئے اعظم طاعات
او عمدہ عبادات سے ہے جیسا کہ ابن بابویہ قمی نے رقاع مین ایک توقیع صاحب الزمان سے اس
باب مین نقل کیا ہے **اقول** عاریت دینا فرج کا تو مذہب امامیہ مین ہرگز جایز نہین ہے چنانچہ پہلے
اس سے ہم لکھ چکے ہین کہ اسکی عدم جواز پر اجماع علماء امامیہ کا ہے اور تحلیل کنیز اگرچہ جایز ہے
لیکن اعظم طاعات نہین ہے اور باقی رہا اسکا جایز ہونا سو وہ مثل نکاح کے ہے کہ اسکا
صیغہ پڑھا جاتا ہے جیسے کہ نکاح کا صیغہ پڑھا جاتا ہے و طرفین سے ایجاب قبول ہوتا ہے اور
بدون صیغہ عقد تحلیل و ایجاب قبول کی تحلیل صحیح نہین ہے بخلاف اہلسنت کے کہ
انکے اکابر کے نزدیک تحلیل اماء بدون ایجاب قبول کے جایز ہے چنانچہ عطا بن ابی رباح
کہ امام اعظم ابو حنیفہ کے مشایخ اور اساتذہ مین سے تھے وہ اپنی لونڈیونکو اپنے مہمانون کے پاس مباشرت
کے واسطے بھیجتا تھا چنانچہ ابن خلکان نے وفیات الاعیان مین لکھا ہے کہ نقل اصحابنا
عن مذہبہ انہ کان یری وطی الجواری باذن اربابہن وحکی ابو الفرج العجلی
ان عطا کان یبعث بجواریہ الی اضیافہ یعنی نقل کیا ہے اصحاب ہمارے نے
مذہب اوسکے سے کہ وہ مباح جانتا تھا وطی کنیزونکی کو انکے مالکون کے اذن سے اور حکایت
کی ہے ابو الفرج عجلی نے کہ تحقیق عطا بھیجتا تھا لونڈیون اپنی کو طرف مہمانون اپنے کے
اور عبدالحق دہلوی نے رجال مشکوۃ مین ترجمہ عطا بن رباح مین لکھا ہے کہ ابو حنیفہ اپنی تمام
ملاقیون مین سے عطا کو افضل جانتا تھا اسصورت مین محمد اور ابو یوسف سے بھی فعل جا

جنپر مدار اہلسنت کے مذہب کا ہے اور ابو حنیفہ کے قول کی عبد الحق نے اسطرح
نقل کی ہے کہ ابو حنیفہ کہتا تہا ما رایت من لقیت افضل من عطا بن ابی ریاح
پس جسوقت کہ عطا سا فقیہ اوستاد ابو حنیفہ تحلیل اماء کو جایز جانے بدون ایجاب قبول
کی تو شیعون پر طعن کرنا کہ جو بدون ایجاب وقبول کے جایز نہین جانتے ہین سوائے تعصب
اور عداوت کے اور کیا ہے اور تماشا یہہ ہے کہ ہبہ اور عاریت کے الفاظ سے واقع کرنے
صیغہ نکاح کو صحیح جانتے ہین اور تحلیل پر طعن کرتے ہین قال الاشعری اور ایسے
اثنا رراہ مین جناب مولویصاحب امت برکاتہم سے باہم مین مناظرہ جو دریافت کیا ہے
آپکی لیاقت بھی کیونکہ مناظرہ مین تساوی طرفین شرط ہے اور آپکی قوت علمیہ ظاہر مولویصاحب
دام برکاتہم کی آپ مخاطب صحیح نہین ہوسکتی لہذا احقر الناس نے یہہ چند فقرہ آپکی
تسکین خاطر کے لئے لکھدئے اور اللہ تعالی آپکو ہدایت صراط مستقیم کرے آمین ثم آمین
تم آمین الراقم سید یعقوب علی پہپوندی یوم پنجشنبہ جمادی الثانی ۹۶ ہجری اقول
شیخ فدا حسین صاحب کو جناب مولویصاحب سے مناظرہ منظور نہتا تا کہ لحاظ تساوی طرفین کا
کا ہوتا بلکہ مولویصاحب نے خود وعدہ اثبات عدم جواز متعہ کا کیا تہا اور شیخ فدا حسین
صاحب سے اقرارنامہ لکھوا لیا تہا اور پہر اوس سے ثابت نہو سکا اور چند مو طعن لسان مین
دیکھکر نقل کردی اور ایک شخص ناواقف کا نام لکھا مولویصاحب کی لیاقت تو یہین
سے معلوم ہوگئی اور جو کچھہ اونہون نے لکھا تہا وہ سب رد ہوگیا اور اگر مولویصاحب کو
قت کچھہ لیا ہو تو جواب اسکا شیعونکی کتابون سے لکہین جیسے کہ ہمنے اہلسنت کے کتابون سے
لکھا ہے تکملہ ذکر تو متعہ کا تہا لیکن مولویصاحب کو اس مقدمہ مین کچھہ بن نہ آیا تو چند
امور سوائے اسکے از راہ طعن کے لکھے اور یہہ نہ سمجھے کہ کسینے اسکا جواب بھی لکھا

لکھا ہوگا یا نہین اسلئے ہمکو بھی مناسب ہے کہ چند مسائل عجایب و غرایب اہل سنت
کے مذہب کے تحریر کرکے ناظرین کو خوش کرین اول ابو حنیفہ کے نزدیک اگر کوئی
مرد مشرق مین ہووے اور کسی عورت مغرب کی رہنی والی سے نکاح کرے اور
کبھی اوس عورت کی صورت کو نہ دیکھے اور وہ عورت اپنے گھر مین بیٹھی ہوئی جو کہ
مغرب مین ہے بچہ جنتی رہے تو وہ سب بچہ اُس مرد مشرقی کے ہونگے جسنے کبھی
اُس عورت کی شکل بھی نہین دیکھی اور جسنے بچہ جنائے تھی وہ محروم رہیگا چنانچہ
تفسیر کبیر مین امام رازی نے لکھا ہے ان المشرقی اذا تزوج بالمغربیۃ
وحصل ھناک ولد فابو حنیفہ اثبت النسب مع القطع بانہ غیر
مخلوق من مایہ دوئیم اور اگر کوئی اپنی مان یا بہن یا دختر یا خالا یا پہوپھی
سے نکاح کرکے مجامعت کرے تو ابو حنیفہ کے نزدیک اُسکو حد نہ مارینگے اگرچہ
وہ کہے کہ مین جانتا تھا کہ یہہ مجھپر حرام ہے چنانچہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے
لو تزوج بذات محرم نحو البنت والاخت والام والعمۃ والخالۃ وجامعھا لا حد
علیہ فی قول ابی حنیفۃ وان قالت علمت انھا علی حرام اور ہدایہ مین لکھا ہے کہ من
تزوج امرۃ لا یحل لہ نکاحھا بان کانت من ذوی محارمہ بنسبہ کالام
او بنتہ فوطیھا لم یجب علیہ الحد عند ابی حنیفہ وسفیان الثوری
وزفر وان قال علمت انھا علی حرام سوم اور فخر الاسلام نے بزودی مین
لکھا ہے کہ الصوفیہ اکثرھم اھل السنۃ والجماعۃ ومنھم من یکون
صاحب الکرامت یعنی صوفی اکثر اہل سنت جماعت ہوتے ہین اور بعض انمین سے
صاحب کرامت ہوتے ہین جنکو اولیاء اللہ کہتے ہین اور لکھا ہے کہ ایک فرقہ انمین سے

ہے کہ وہ کہتے ہین کہ جسوقت کہ خدا دوست رکھتا ہے بندہ کو تو اوس سے اوٹھ جاتا ہے
اور سب عبادت اوس سے ساقط ہو جاتی ہے نہ نماز پڑھتے ہین نہ روزہ رکھتے ہین نہ ستر کو
چھپاتے ہین اور زنا اور اغلام سے سیر نہین ہوتے اور ایک فرقہ اون اولیا مین اباحیہ ہے
وہ آدمیونکی اونکو اور اونکے عورتون کی فرج کو مباح اور حلال جانتے ہین کہ اسمین ماں
دختر اور خواہر کی بھی فرج آگئی یہ اولیا اللہ اہلسنت کے ہین کہ جنسے اہلسنت فخر کرتے ہین اور
کہتے ہین کہ اولیا اہلسنت ہی مین ہوئے ہین چہارم اور امام شافعی کے نزدیک
اپنی دختر سے جو کہ زنا سے اپنے نطفہ سے پیدا ہوئی ہے نکاح کرنا جایز ہے چنانچہ تفسیر کبیر مین
لکہا ہے قال ابو حنیفہ المخلوقة من ماء الزانی یحرم علی الزانی وقال الشافعی انما
لیست بنتا فوجب ان لا یحرم پنجم اور اگر کوئی مرد کسی عورت کو خرچ دیکر اوس سے
زنا کرے تو ابو حنیفہ کے نزدیک اوسپر حد جاری نہین ہوتی چنانچہ اختلاف الایمہ رحمۃ اللہ
مین لکہا ہے او استاجر امرءة لیزنی بہا ففعل وجب علیہ الحد بالاتفاق
الا ما حکی عن ابی حنیفہ انہ قال لا حد علیہ ششم اور کوئی عورت طفل
یا مجنون سے وطی کروائے تو کسی پر حد جاری نہوگی چنانچہ ہدایہ مین لکہا ہے واذا زنی
الصبی او المجنون بامرءة طاوعتہ فلا حد علیہ ولا علیہا ہفتم اگر کوئی کنیز کو
کسی سے قرض لیوی تو قرض لینے والیکو وطی کرنی اوس کنیز سے جایز ہے چنانچہ کتاب
اختلاف الایمہ رحمۃ للامۃ مین لکہا ہے قال المزنی وابن جریر الطبری یجوز قرض
الاماء واللواتی یجوز للمقترض وطیہن +

الراقم الاثم سید اظہر علی پہپوندوی

تمام شد